رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵ ۱

تار کا پتہ الفضل قادیان

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ
عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار الفضل قادیان
ہفتہ میں دوبار
فی پرچہ ۱؍

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت پیشگی سالانہ ۶؍ ششماہی للعہ سہ ماہی ۲؍ ترسیل زر محض بنام مینجر الفضل ہو

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے ۱۹۱۳ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۲۵ | مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۲۷ء | جمعہ | مطابق ۲۶ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ | جلد ۱۵

مدینۃ المسیح

خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بفضل خدا خیر و عافیت ہے +

آجکل موسمی بخار کی عام شکایت ہے کئی اصحاب بیمار ہیں۔ احباب سب کی صحت کے لئے دعا کریں +

مولوی عبد الرحیم صاحب درد ایم۔ اے کا بھائی مصلح الدین شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کا لڑکا محمد آصف۔ میاں عبد اللہ صاحب جلد ساز کا لڑکا فیض اللہ اکٹھے کہیں چلے گئے ہیں۔ اگر کسی صاحب کو ملیں۔ یا ان کا کوئی پتہ معلوم ہو۔ تو فوراً مرکز میں اطلاع دیں۔ اور ان کو اپنے پاس ٹھہرا لیں +

الفضل کا منتقلی ایڈیشن

جناب مولوی ذو الفقار علیخان صاحب ناظر اعلیٰ کا اپیل

اس وقت اخبارات کی دنیا خاص روش پر چل رہی ہے۔ اور ہر دلعزیزی حاصل کرنے کے لئے نئی نئی قسم کے سنگھار کئے جاتے ہیں۔ انگریزی اخبارات جو باتصویر نہیں ہیں۔ وہ بھی خاص خاص مواقع پر تصاویر شائع کرتے ہیں۔ بعض نے اپنا ہفتہ وار ایڈیشن باتصویر بنا رکھا ہے مثلاً ٹائمز آف انڈیا کا ویکلی ایڈیشن باتصویر نہایت آب و تاب سے نکلتا ہے۔ "پرتاپ" اور "ملاپ" کے ایڈیشن رنگین سرورق کے ساتھ کارٹون سے آراستہ کر کے نکالے جاتے ہیں۔ اور اگرچہ وہ کارٹون مسلمانوں کی توہین کی غرض سے ہی نکالے جاتے ہیں۔ لیکن اس میں کیا شک ہے کہ اخبار کی عام پالیسی کے مطابق اور خریداران ملاپ و پرتاپ کی خواہش کے عین مطابق ہوتے ہیں۔ اور یہی مقصد اعلیٰ ان اخبار کے مالکان کا ہے کہ اپنے گاہکوں کو خوش کریں۔ اور نت نئے سنگھار نرالی زیب زینت۔ اور مصنوعی خط و خال کی آرایش کے ساتھ ناظرین کے دل لبھائیں۔ یہ دلبری کے طریقے ہر ملک کی گری ہوئی اخلاقی دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ بازاروں میں ایک گروہ شرمناک عصمت فروشوں کا اسی تجارت پر عیش اڑا رہا ہے سینما۔ تھیئیٹر۔ شاعری۔ ناول نویسی۔ اور تصانیف تاریخی

غیر تاریخی کم از کم ہندوستان میں اسی طریقے سے کامیاب ہو رہے ہیں۔ اور اخلاق مذمومہ کی بدولت فرقہ وارانہ منافرت نے اس تجارت کو گرم بازاری ہی نہیں بخشی۔ بلکہ خونریزیوں سے اس کے دامن کو لالہ زار بنا دیا ہے۔ مگر بایں ہمہ ایسے لوگ بھی دنیا میں ہیں۔ جو انسانیت کے قدردان ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ انسانیت کے جوہر محبت و مودت سے دنیا میں ظاہر ہوں۔

پس خاص نمبر الفضل جو ہفتہ وار یا دو ہفتہ نہیں ہوگا۔ صرف ماہوار ہوگا۔ اگر نہ نکالا جائے۔ تو اخباری دنیا سے پیچھے رہنا ہوگا۔ اور یہ احمدی قوم کے لئے شرمناک امر ہے۔ جو قوم مسلمانان عالم کی راہبری کے لئے کھڑی ہوئی ہے۔ وہ ہندوستان میں بھی ہر کام میں تھرڈ کلاس ذرائع سے کام لے۔ کس طرح ممکن ہے۔ اسی امید پر ایڈیٹر اخبار الفضل اور مینجر نے غیر معمولی صرف برداشت کرکے ایک نمبر نکالا۔ اور کافی رقم زائد از بجٹ اس پر خرچ کی۔ ایڈیٹر کی دماغ سوزی اور جانکاہی حصول مضامین اور ترتیب کے لئے ظاہر ہے۔ کہ یہ پرچہ بہت غیر معمولی عمدہ قسم کے مضامین سے مملو تھا۔ اور مضامین کی مختلف نوعیتیں اور مختلف مذاق کے لئے مطالعہ پر وہ مواد جمع کرنا خاص محنت و قابلیت پر دال تھا۔ اسی طرح مینجر کی ہمت کہ باوجود مصارف کے نہ ہونے کے اپنے پر نا شنیدہ اور نادیدہ بجٹ پر اس قدر بلند پروازی کرنا قابل آفرین ہے۔

اپیل

اب میں احمدی ناظرین اخبار کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں۔ کہ نمبر خاص ماہواری کے لئے ہر جگہ ایک دو ایسے باہمت احمدی نکل آئیں۔ جو خاص نمبر کو زیادہ سے زیادہ اپنے مقام پر فروخت کرائیں۔ ہونہار قوم کا ہر فرد ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے جس طرح چندوں میں یہ مٹھی بھر جماعت سارے ہندوستان کے مسلمانوں کو شرما رہی ہے۔ بلکہ اسلامی سلطنتوں کو شرما رہی ہے۔ اس معاملہ میں بھی خاص قدم اٹھا کر اپنی ہمت کا اظہار کرے گی۔ ایڈیٹر صاحب الفضل ہر اشاعت میں ایسے دوستوں کے نام شائع کیا کریں گے۔ جو ماہوار نمبر کے ذائقہ سے اپنے دماغ کے لئے خوراک صحت بخش مہیا فرمائیں گے۔ اور اپنی خدمات توسیع اشاعت کے لئے پیش فرمائیں گے۔ مرکزی احباب باوجود کشاکش افکار اور ہجوم کار کے مضامین کا گلدستہ بنانے میں حصہ لے رہے ہیں۔ تو بیرونی احباب بھی پیچھے رہنے والے نہیں۔

فرزندان احمدؑ کو بدنام نہ کر دینا تم
دل دیکھے میرے پیارو مشکل نہیں دسرا دینا
(ذوالفقار علی خان گوہر)

محضر نامہ کی تکمیل کا آخری موقعہ

۱۹ ستمبر تک محضر نامہ پر دستخط کنندگان صوبہ پنجاب اور صوبہ سرحد کی مجموعی تعداد ۳۷۷۳۹۹ ہے۔ اور صوبہ پنجاب اور صوبہ سرحد کی علیحدہ علیحدہ تعداد علی الترتیب ۳۵۲۲۸۹ اور ۲۵۱۱۰ ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ سرحد کے دوستوں نے پوری توجہ سے کام نہیں کیا۔

توسیع میعاد کا اعلان گذشتہ اخبار میں ہو چکا ہے۔ دوستوں کو چاہیئے۔ کہ مطلوبہ تعداد یعنی کم از کم پانچ لاکھ میں جو اس وقت تک کمی ہے۔ اس میعاد کے اندر اندر اُسے پورا کر دیں۔ اس کے بعد پھر کوئی موقعہ کام کا نہ ہوگا۔ اگر ہمت اور کوشش سے کام کیا جائے۔ تو اس میعاد کے اندر باقیماندہ سوا لاکھ تعداد کا پورا ہو جانا کوئی مشکل امر نہیں ہے۔ (فتح محمد سیال سکرٹری ترقی اسلام قادیان)

منتخل ایڈیشن کی کتنی کاپیاں مطلوب ہیں

ہر انجمن ہر جماعت کے احباب کو فیصلہ کرکے ابھی سے اطلاع دینی چاہیئے۔ کہ ان کے شہر یا بستی میں خاص نمبر کی کتنی کاپیاں مطلوب ہونگی۔ تاکہ خاص نمبر تازہ بتازہ مطلوبہ تعداد میں بھجوایا جا سکے۔ ۳۰ ستمبر کو یہ پرچہ شائع ہوگا اس لئے ہفتہ کا اخبار نہ نکلیگا۔

خاص نمبر کو مستقل اور شاندار بنانے کے لئے ضروری ہے۔ کہ احباب اس کی اشاعت بڑھائیں۔ احباب پہلے تو خاموش رہتے ہیں۔ لیکن جب اخبار چھپ کر تیار ہو جاتا ہے تو پرچہ طلب کرتے ہیں۔ جس کی تعمیل میں دقت ہوتی ہے۔ پچھلی دفعہ ہم نے کئی شہروں میں بلا طلب پیکٹ بھجوا دیئے تھے۔ اس دفعہ ایسا کرنے کا ارادہ نہیں۔ اس لئے خود ہی مطلوبہ تعداد سے اطلاع دیں۔ یا وی پی منگوائیں۔

قیمت فی پرچہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۲/

مینجر
الفضل قادیان

اخبار احمدیہ

تکمیل وصایا کیلئے دورہ

اضلاع لاہور۔ سیالکوٹ لائل پور۔ منٹگمری۔ ہوشیارپور۔ شاہ پور۔ ملتان۔ شیخوپورہ میں بعض وصایا کی تکمیل کے لئے منشی محمد الدین صاحب ملتانی کارکن مقبرہ بہشتی کو دورہ پر جانے کے لئے حکم دیا گیا ہے۔ مقامی کارکن اصحاب کو ان کی ہر ایک طرح مدد کرنی چاہیئے۔ (محمد سرور شاہ سیکرٹری)

آپ کا نام؟

گلبرگ پٹنہ سے ۳ ستمبر کے خط میں ایک صاحب نے جو پٹنہ کالج کے طالب علم ہیں۔ قادیان میں تعلیم حاصل کرنے کے متعلق دریافت فرمایا ہے۔ لیکن اپنا نام نہیں لکھا۔ براہ کرم وہ اپنے نام سے مطلع فرما دیں۔ تا انہیں جواب دیا جائے۔ (فتح محمد سیال ایم اے۔ سکرٹری صیغہ ترقی اسلام)

شکریہ

(۱) عزیز عبدالسلام سلمہ الرحمٰن کی علالت کی خبر پر بہت سے احباب کے خطوط ہمدردی اور دعا کے ملے۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ عزیز کو اب بفضلہ تعالیٰ بالکل آرام ہے۔ فالحمدللہ (محمد صادق)

(۲) میرے بچے کے بخیر واپس آنے پر جن احباب نے محبت کے خطوط لکھے ہیں۔ میں ان کا شکریہ بذریعہ الفضل ادا کرتا ہوں۔ (عبدالرحیم نیر)

(۳) میں ان تمام احباب کا دعا کے ساتھ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے میری یا میرے بچہ کی بیمار پرسی زبانی یا بذریعہ خطوط کی۔ (خاکسار بقاپوری امیر التبلیغ سندھ)

(۴) میرے والد بزرگوار مہر صاحب محمد صاحب احمدی سیال۔ سکرٹری انجمن احمدیہ علی پور ملتان کی وفات کی خبر معلوم کر کے میرے دوست و بزرگ اظہار ہمدردی کر رہے ہیں۔ بذریعہ اخبار الفضل ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(خاکسار محمد شیر خان احمدی سیال کلرک کوئٹہ آرسنل)

جناب مولوی نواب خان صاحب ثاقب میرزا خانی مالیر کوٹلہ الفضل کے ذریعہ تمام احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنہوں نے ان کے لائق نوجوان بیٹے کی وفات پر ان سے اظہار ہمدردی کی۔

دعاء مغفرت

راجہ شیر باز خان صاحب ساکن بلاق ضلع گجرات فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب ان کے لئے دعاء مغفرت کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۲۷ء

شملہ کی بلند و بالا چوٹیوں پر علم و عرفان کی بارش

حضرت خلیفۃ المسیح (امام جماعت احمدیہ) کی بصیرت افروز تقریر

مسلمانوں کی انفرادی اور قومی ذمہ واریوں پر

سیاست حاضرہ میں حیات ملی کا اصل راز

(نوشتہ جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی)

۱۱ ستمبر ۱۹۲۷ء (اتوار) کا دن شملہ کی تاریخ میں ایک یادگاری دن ہوگا۔ اس لئے کہ اس روز حضرت خلیفۃ المسیح نے مسلمانوں کو مرکز اتحاد پر جمع ہونے اور ان میں حیات ملی کی روح پیدا کرنے کے لئے عملی سکیم کی بنیاد ایک بصیرت افروز تقریر کے ذریعہ رکھی۔ انجمن احمدیہ شملہ کی درخواست پر جو دراصل مسلمانان شملہ کی زبان حال سے ترجمانی تھی۔ آپ نے مسلمانوں کی انفرادی اور قومی ذمہ واریوں پر تقریر کا وعدہ فرمایا۔ چنانچہ ۳ بجے الفنسٹن ہال میں بصدارت نواب سر ذوالفقار علی خان صاحب آپ نے موضوع مذکور پر تقریر فرمائی۔ وقت مقررہ سے پہلے ہال حاضرین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ دروازوں میں بھی آدمی کھڑے تھے ہر مذہب و ملت کے لوگ موجود تھے۔ خوش قسمتی سے موسم نے بھی آج پوری مساعدت کی۔ کئی دن کی متواتر بارش کے بعد آج بالکل مطلع صاف تھا۔ وقت مقررہ پر صاحب صدر نے کرسی صدارت پر تشریف لاکر قرآن شریف کی تلاوت کے ساتھ جلسہ کا افتتاح فرمایا۔ عزیزی عبدالرحمن صاحب خلف میاں احمد جان صاحب مرحوم نے تلاوت کی۔ بعد ازاں صاحب صدر نے الفاظ ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح کا تعارف کراتے ہوئے تقریر شروع کرنے کی استدعا کی:۔

صاحب صدر کی تقریر

حضرات! ہمارے معزز و محترم مرزا صاحب کی ہستی اس بات کی محتاج نہیں کہ آپ سے انٹروڈیوس کراؤں۔ آپ کو زمانہ جانتا ہے۔ آپ کی ذات سے جو فیض پہنچ رہا ہے اور مسلمانوں کی اصلاح حالت کے لئے جو سعی آپ کر رہے ہیں وہ سب کو معلوم ہے۔ اس لئے میں کسی لمبی تقریر کی حاجت نہیں سمجھتا۔ بلکہ حضرت سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ ہمیں اپنے ارشادات سے مستفیض فرمائیں ÷

اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح کھڑے ہوئے اور حسب معمول آپ نے تشہد و تلاوت سورۃ فاتحہ کے بعد اپنی تقریر شروع فرمائی جو قریباً تین گھنٹہ تک جاری رہی۔ دوران تقریر میں لوگوں پر ایک ربودگی اور وجد کی سی کیفیت طاری تھی۔ ہال میں ایک ہمہ گیر خاموشی تھی۔ حاضرین تعلیم یافتہ اور ہر طبقہ کے معزز لوگوں پر مشتمل تھے۔ یہ تقریر مفصل انشاء اللہ جلد شائع ہو جائے گی۔ لیکن یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میں اس کا خلاصہ اور مفہوم یہاں دیدوں۔ آپ نے اپنی تقریر کا آغاز اس اصل سے فرمایا کہ۔ قومی ذمہ واریاں ہمیشہ اس غرض کے لئے ہوا کرتی ہیں کہ ایک قوم اپنی ہمسایہ قوموں میں عزت و بزرگی سے زندگی بسر کرسکے۔ اور اس مقصد کے لئے کہ ہمسایہ اقوام میں عزت و بزرگی حاصل ہو۔ یہ ضروری ہے کہ ان تعلقات پر غور کریں جو ہمسایہ اقوام سے ہیں۔ پس اگرچہ میرا مضمون مسلمانوں کی انفرادی اور قومی ذمہ واریوں پر ہے۔ لیکن لازماً دوسری اقوام کا ذکر اشارتاً یا بعض جگہ صراحتاً کرنا پڑے گا ÷

اسلام کی بنیاد امن و سلامتی پر ہے

پھر آپ نے فرمایا کہ چونکہ ہمارے مذہب کا نام اسلام اور اس میں داخل ہونے کا نام ایمان ہے اور اس سے غرض دنیا کو امن بخشنا اور صلح اور سلامتی عطا کرنا ہے اس لئے میں اپنے ان دوستوں کو جو اس نام میں میرے شریک ہیں جس کو میں نے اختیار کیا ہے یعنے مسلم۔ اور ان دوستوں کو جنہوں نے اس نام کو ابھی تک قبول نہیں کیا بتا دینا چاہتا ہوں کہ میرے مذہب کی بنیاد امن اور سلامتی پر ہے۔ اس کے متعلق آپ نے کسی قدر تصریح سے بتایا۔ کہ اسلام۔ سلامتی اور امن کا علمبردار ہے۔ اور اگر پیروان اسلام میں سے کسی کے ذاتی فعل سے ایسا امر سرزد ہو۔ جو قابل اعتراض ہو تو اسلام کی تعلیم اس کے لئے جوابدہ اور ذمہ وار نہیں ÷

قیام امن

پھر اسی سلسلہ میں آپ نے اس اصل پر روشنی ڈالی کہ قیام امن کے لئے حکومتوں کو بھی فوجیں اور پولیس رکھنی پڑتی ہے۔ اس سے مقصد امن شکنی نہیں ہوتا۔ اسی طرح پر اگر کوئی قوم فتن کو دور کرنے شخصی اور قومی ترقی اور حفاظت کے لئے سعی کرے تو اسکی ایسی کوششیں منافی امن نہ ہونگی۔ اس لئے ہر قوم کو حق حاصل ہے کہ ذاتی حفاظت کیلئے جائز طریق پر کوشش کرے۔ ایسی حالت میں کسی دوسری قوم کا حق نہیں کہ اسے روکے اور کہے کہ تم امن کے خلاف کرتے ہو۔

فتنہ اور ترقی کی راہیں

اس سلسلہ میں آپ نے فتنہ اور ترقی کی راہوں کا لطیف فلسفہ نہایت آسان الفاظ میں سمجھایا۔ اس کے بعد آپ نے موجودہ فتنہ و فساد پر اظہار افسوس کرتے ہوئے ہندو مسلمان دونوں کو توجہ دلائی کہ وہ ہندوستانی ہونے کا دعویٰ کر کے اپنی پیاری سرزمین ہند کی تخریب میں حصہ لیتے ہوئے ہندوستانی کہلانے کا کوئی حق نہیں رکھتے۔ اس لئے کہ موجودہ فسادات کا اثر ملک پر پڑ رہا ہے اور کوئی محب ملک اس کو پسند نہیں کر سکتا ÷

مسلمانوں سے خطاب

پھر مسلمانوں سے خصوصیت سے خطاب کر کے انکی موجودہ حالت پر توجہ دلاتے ہوئے انہیں اس انجام سے ڈرایا جو ایسی حالت میں عدم توجہی اور بے پروائی سے ہو سکتا ہے۔ انہیں بتایا کہ تم میں تربیت نہیں۔ نظام نہیں۔ زندگی کے ہر شعبہ میں ہمسایہ اقوام سے پیچھے اور بہت پیچھے ہو۔ ایسی حالت میں ذرا سی غفلت بھی خطرناک ہے

ظالم و مظلوم سے ہمدردی

پھر آپ نے بتایا کہ موجودہ فسادات کے موقعہ پر جہاں میں مسلمان زخمیوں سے ہمدردی رکھتا ہوں۔ ہندوؤں اور سکھوں سے بھی ہمدردی کرتا ہوں۔ بلکہ اگر مسلمان نہ بھی لڑے ہوتے تو بھی میں ہندوؤں اور سکھ زخمیوں سے ویسی ہی ہمدردی رکھتا۔ اسلئے کہ میرا مذہب یہی تعلیم دیتا ہے۔ اس ہمدردی میں کوئی تفرقہ نہیں کر سکتا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ ظالم اور مظلوم دونوں سے ہمدردی کرو ۔ اور ظالم کی ہمدردی یہ ہے۔ کہ اسے ظلم سے روکا جائے۔ میں یہ بھی کہتا ہوں۔ کہ دوسروں کو مارنا یہ بہادری نہیں۔ بہادری کی حقیقت کچھ اور ہے۔

مسلمان کیونکر ترقی کر سکتے ہیں

اسی سلسلہ میں قومی اور انفرادی ترقی کے وسائل اور باہمی تعلقات کا ذکر کیا کہ قومی ترقی جب تک انفرادی ترقی نہ ہو نہیں ہو سکتی۔ اور جب تک ہر فرد قوم اپنی ذاتی ذمہ واریوں کا احساس کر کے انہیں پورا نہ کرے قوم نہیں بنتی۔ اور پھر قومی ذمہ واریوں کی نگہداشت نہ ہو تو قومی ترقی نہیں ہو سکتی۔ اس کے بعد آپ نے پہلے انفرادی اور شخصی ذمہ داریوں کا ذکر تشریح کے ساتھ کیا۔ میں مختصراً یہاں ان کا ذکر کروں گا۔ (اوّل) سب سے پہلی چیز جس کی مسلمان کو ضرورت ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ وہ حقیقی معنوں میں مسلمان بن جائے۔ جب تک مسلمان مسلمان نہیں بنتا وہ قومی عمارت میں پختہ اینٹ کے طور پر نہیں لگ سکتا۔ اور اس مقصد کے لئے اسے قرآن کریم کو پڑھنا سمجھنا اور اس پر عمل کرنا چاہیئے۔

رسول کریمؐ کی قربانیاں

اس کے ساتھ ہی اس امر کی ضرورت ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت دلوں میں پیدا ہو۔ اور اس کے لئے ضرورت ہے۔ کہ آپ کی قربانیوں کو بتایا جائے۔ جو آپ نے اپنی قوم اور نوع انسان کے لئے فرمائی ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت و عقیدت پیدا کرنے کا طریق بتاتے ہوئے آپ نے اس طریق مدح کی شناعت کی جو بدقسمتی سے مسلمانوں میں پیدا ہو گیا ہے۔ کہ وہ بجائے اس کے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے احسانات آپ کی قربانیاں اور ہمدردی انسان کے کارنامے بیان کریں۔ آپ کی زلفوں اور آنکھوں کی تعریف کرنے لگتے ہیں۔ یہ نہایت افسوسناک طریق ہے۔ اس سے قوم میں محبت اور عقیدت کا وہ عالی مقام پیدا نہیں ہوتا۔ جس کے لئے پھر انسان خود ہر قسم کی قربانی کرنے کو آمادہ ہو جاتا ہے۔ اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اس میں ایسی غیرت اور حمیت پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ وہ آپ کے خلاف ادنےٰ سی بات بھی سن نہیں سکتا۔ اسی کے ضمن میں آپ نے بعض ان معجزات کی حقیقت کی طرف بھی اشارہ کیا۔ جو محض ادائے مطلب میں قصور فہم کی وجہ سے بجائے کسی خوبی کے موجب اعتراض ہو گئے ہیں۔ مثلاً گوہ کا آپ سے کلام کرنا۔ تاریخ اس کی شہادت نہیں دیتی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کشفی طور پر اگر وہ کلام کرے تو یہ الگ امر ہے۔ مگر اس سے دوسرے لوگ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ لیکن جب تاریخ میں صاف طور پر ذب ایک شخص کا نام ہے۔ اور اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا۔ تو کیوں اسے صحیح معنوں میں پیش نہ کیا جائے۔

غرض آپ نے بتایا۔ کہ اصل اور حقیقی چیز جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبّت و عقیدت اور اس کے نتیجہ میں غیرت اور آپ کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے ہر قسم کی قربانی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ آپ کے احسانات اور قربانیوں کا ذکر اور یاد ہے۔

دُعاء

دوسری چیز جس کی شخصی طور پر ضرورت ہے۔ وہ دعا اور خشیت ہے۔ اس کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے آپ نے مسلمانوں کی موجودہ حالت کا نقشہ کھینچا۔ کہ وہ دعا سے کس قدر غافل اور خشیت اللہ سے کس قدر دور ہیں۔ اور دوسری قوموں کا مقابلہ کرتے ہوئے ان کو توجہ دلائی۔ کہ اس خطا نہ کرنے والے ہتھیار کو ہاتھ میں لیں۔ مسلمانوں کی دعاء سے بے رغبتی اور غفلت کے ذکر میں آپ نے اس مشاعرہ کا بھی ذکر کیا۔ جو پچھلے دنوں شملہ میں ہوا تھا۔ اور جس میں آپ بھی موجود تھے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ مسلمان شاعروں میں سے بعض نے دعا اور مذہب کی تحقیر کی۔ لیکن کسی ہندو شاعر نے ایسا نہ کیا۔ یہ انتہائی گری ہوئی حالت ہے۔

مضبوط اخلاق

تیسری بات جس کی ضرورت ہے۔ وہ اخلاق کی مضبوطی ہے۔ اس کی ضرورت پر بحث کرتے ہوئے آپ نے راستبازی اور محنت سے عادت کرنے پر توجہ دلائی۔ اور اس کے ساتھ ہی استقلال لازمی ہے۔ اس کے ضمن میں مندرجہ ذیل اخلاق کی طرف متوجہ کیا۔ (۱) سادہ زندگی ہے۔ اس کی طرف آپ نے خصوصیت سے نوجوانوں اور نئی نسل کو توجہ دلائی۔ آپ نے مسلمانوں میں سادہ زندگی کے نہ ہونے کی وجہ سے جو نقصان ہوا ہے۔ اس کو آپ نے واضح کیا۔ اور مقابلہ کر کے بتایا۔ کہ ہندوؤں میں ۲ فی صدی ایسے لوگ ہونگے۔ جن کی زندگی سادہ نہ ہو۔ مگر مسلمانوں کے مقابلہ میں ان کی زندگی بھی سادہ ہوگی۔ غرض آپ نے نئی پود میں سادہ زندگی کی روح پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی

بڑوں کا ادب

(۲) ادب کی کمی ہے۔ اس میں بھی آپ نے ہندوؤں کی مثالوں سے بتایا۔ کہ وہ کس طرح اپنے بڑوں کا ادب کرتے ہیں۔ برخلاف اس کے مسلمانوں میں یہ خوبی مفقود ہے۔ پھر اسی ضمن میں عام طور پر اس روح ادب کے فقدان کا ذکر کیا۔ اور بتایا۔ کہ لیڈروں تک میں یہ مرض موجود ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے بڑوں کا ادب کرنا سیکھیں۔ اور کام کرنے والوں کی خدمات کا اعتراف کریں۔

انسانی ہمدردی

(۳) عام انسانی ہمدردی ہے۔ آپ نے اس کی ہدایت کرتے ہوئے بتایا۔ کہ عیسائیوں اور ہندوؤں میں ایسی جماعتیں ہیں۔ جو بلا لحاظ قوم و مذہب دوسروں کی ہمدردی کرتی ہیں۔ لیکن مسلمان اس سے غافل ہیں۔ اگر ہمدردیٔ انسانی کے کام کرنے کی عادت ہو تو قومی ضرورت کے وقت انسان ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے شرح صدر سے آمادہ ہو گا۔ اس لئے کہ یہ اس کی عادت میں ہے۔

مقابلہ کی خواہش

(۴) جس پر مسلمانوں کو شخصی طور پر عمل کرنا چاہیئے۔ وہ مقابلہ کی خواہش اور آگے بڑھ جانے کا جوش ہے۔ آپ نے فرمایا۔ قرآن کریم نے تو فاستبقوا الخیرات کہکر یہ تعلیم دیدی تھی۔ کہ مسلمانوں کو مقابلہ کرنا چاہیئے۔ اور مسابقت کے لئے جوش پیدا کرنا ان کا فرض ہے۔ مگر اب یہ خوبی ان میں مفقود ہے۔ مسابقت اور مقابلہ کی خواہش نہ رہنے سے جو نقصان ہوا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ کہ مسلمان اب تمام زندگی کے شعبوں میں پیچھے ہیں۔ اور کوئی ترقی نہیں کر سکتے۔ بلکہ دن بدن حالت بگڑ رہی ہے۔ اس لئے اس قوت کو زندہ کیا جائے۔ اور مسابقت کی روح ہر شخص میں پیدا ہو۔ اس سے پہلے انفرادی اور پھر قومی ترقی لازمی ہے۔

صحت

(۵) صحت کی درستی ہے۔ اس کی ضرورت اور صحت کیونکر قائم رکھی جا سکتی ہے۔ اور خصوصاً بچوں کی تربیت میں ان کی غذا کی نگہداشت کس طرح کرنی چاہیئے! پیر توجہ دلائی۔

صفائی

(۶) صفائی کی ضرورت ہے۔ صفائی باطن پر اثر کرتی ہے۔ اور اس سے اُمنگ پیدا ہوتی ہے۔

پابندی وقت

(۷) وقت کی پابندی ہے۔ اس امر کی احتیاط نہ کرنے سے جو نقصان ہوا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ آپ نے تاکید کی کہ بچوں میں اس عادت کو پیدا کرو۔

ہر آدمی کام کرے

ہر آدمی کام کرنے والا ہو۔ جو نکما ہے وہ قوم کے لئے مصیبت ہے۔ اس میں آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے اسوہ حسنہ کو پیش کیا۔ اور گداگری کی ذلت سے بچنے کی ضمناً ہدایت فرمائی۔ اور بتایا کہ اس وقت قوموں میں تمدنی جنگ جاری ہے۔ اگر ایک فرد قوم کا بھی نکما ہوگا تو وہ وبال ہو جائیگا۔ مسلمانوں کی موجودہ حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ نے ہندوؤں کی تعداد کا مقابلہ کر کے سمجھایا۔ کہ ہندو ۲۴ کروڑ ہیں۔ ہم ۷ کروڑ اگر نکمے ہوں تو حالت ظاہر ہے کہ کیا ہوگی؟

ہر کام کے آدمی

غرض اخلاق کے ان مشہور اور موٹے عملی شعبوں کی طرف متوجہ کرتے ہوئے پھر آپ نے شخصی اور انفرادی ذمہ داریوں کی بحث میں چوتھی ذمہ داری میں یہ بتایا کہ ہر کام کے لئے آدمی ہوں۔ یہی نہیں کہ ہر شخص کام کرے بلکہ یہ بھی کہ ہر کام کیلئے آدمی ہوں۔ نیوی گیشن کے لئے ملاح بھی ہوں اور کمانڈر بھی ہوں۔ اس میں گویا آپ نے زندگی کے ہر شعبہ کے لئے کارآمد اور مفید آدمیوں کو تیار کرنے کی ضرورت بتائی۔

خوف و رجا

پانچویں شخصی ذمہ داری کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اس کی طرف سب سے کم توجہ ہے اور وہ خوف اور رجا ہے۔ اس ذمہ داری کی تشریح میں آپ نے خوف کی حقیقت بیان کی۔ اور فرمایا کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ڈرنا نہیں چاہیئے۔ وہ قوم کے دشمن ہیں۔ آپ نے تصریح کی کہ اگر کوئی تھپڑ مارے تو اس سے ڈر کر بھاگنا تو بزدلی ہے۔ مومن اور مسلم میں یہ بات نہیں ہونی چاہیئے۔ کہ وہ اپنی حفاظت خود اختیاری میں کسی سے ڈرے۔ جس خوف کی ضرورت ہے اور جس کو کبھی چھوڑنا نہیں چاہیئے وہ یہ ہے کہ ہم سستی اور غفلت کر کے تباہ نہ ہو جاویں۔ گویا ان امور سے ڈرتے رہنا چاہیئے۔ جو برے نتائج پیدا کرتے ہیں۔ اور امید سے ہر وقت دل بھرا رہے۔ کہ سچی کوشش اکارت اور ضائع نہیں جاتی۔ امید ہمت کو بلند کرتی ہے۔ اور شکست نہیں ہونے دیتی۔ ڈر کر ہتھیار ڈال دینا یہ برا ہے۔ چوکس رہنا اور دشمن کے مقابلہ میں سست نہ ہونا اور اس کے حملوں سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے تیار رہنا ضروری ہے۔

نفس پر قابو

چھٹی شخصی ذمہ داری۔ نفس پر قابو ہے۔ اس میں آپ نے بتایا کہ کس طرح مقابلہ کے وقت انسان اپنے نفس سے بے قابو ہو جاتا ہے۔ اور گندی گالیوں پر اتر آتا ہے۔ نفس پر قابو نہ رہنے سے اصل سکیم ضائع ہو جاتا ہے۔ انفرادی ذمہ داریوں کے بیان کے بعد آپ نے قومی ذمہ داریوں کا اجمالی ذکر کیا۔

رواداری

قومی ذمہ داریوں کی تصریح میں آپ نے تین امور پر زور دیا۔ اول رواداری۔ اختلاف رائے کو سن لینے کی قوت پیدا کریں۔ آپ نے اس کی صراحت میں بتلایا کہ یہ ناممکن ہے اختلاف نہ ہو۔ اور رواداری تو اختلاف ہی کی صورت میں ہو سکتی ہے۔ ورنہ یہ بے حقیقت چیز ہوگی۔ اس رواداری کی ضرورت میں آپ نے اپنے سلسلہ اور اپنے عمل کی مثال دی۔ کہ ہماری قادیان کی مسجد میں بعض اوقات آریہ بھی آکر تقریر کر دیتے ہیں۔ اور وہ اعتراض کرتے ہیں۔ ہم ان کو جواب دیتے اور اطمینان سے ان کی بات سن لیتے ہیں۔ جو شخص دوسرے مخالف کی بات نہیں سن سکتا وہ اس سے ڈرتا ہے۔ ہم نہیں ڈرتے۔ اور ہ اعتراضات کا جواب دے سکتے ہیں۔ آپ نے بڑے زور سے مسلمانوں کو اس امر کی تاکید کی۔ کہ اگر مسلمان ترقی چاہتے ہیں تو حریت ضمیر کی قدر کریں۔ ملک اور قوم کا اتحاد رواداری پر موقوف ہے۔ اور اس کے بغیر اتحاد ممکن نہیں۔

اتحاد

دوسرا قومی فرض آپ نے بتایا کہ اتحاد ہے۔ قومی ترقی کے لئے مشترک امور میں ایک ہو جاؤ۔ آپ نے مثال سے واضح کیا کہ مثلاً ملازمت کا سوال ہے۔ اس میں احمدی اور غیر احمدی کا کیا سوال ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مرجانے یا نہ مرجانے کی بحث سے اس کا تعلق نہیں ایسے امور میں احمدی اور غیر احمدی ایک ہو کر کام کریں۔ اسی ضمن میں آپ نے بتایا کہ اختلاف مٹا نہیں کرتا۔ اور اختلاف امتی رحمۃ کی تفسیر فرمائی۔

نظام کا قیام

تیسرا فرض نظام ہے۔ نظام کی بحث میں آپ نے کھول کر بیان کیا کہ محض کسی کمیٹی کا بنا لینا نظام نہیں۔ نظام جب تک نمایندگی کے اصول پر نہ ہوگا کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس وقت کمیٹیوں اور مجلسوں کی تعمیر و ساخت کا جو اصول ہے کہ چند لوگ دولتمند یا تعلیم یافتہ ملکر ایک کمیٹی قائم کر لیتے ہیں۔ کہ یہ نظام ہے۔ وہ نظام نہیں۔ ہم ایسے لوگوں کو لیڈر کہہ سکتے ہیں۔ نمائندہ نہیں اس ضمن میں آپ نے ضروری امور پر روشنی ڈالتے ہوئے نمایندگی کے نظام کو قائم کرنے کی طرف لوگوں کو متوجہ کیا۔ اور انہیں بتایا۔ کہ ہر قصبہ شہر اور گاؤں میں خود ایسی کمیٹیاں بنائیں جن کا ممبر ہر بالغ مسلمان ہو۔ کوئی چندہ مقرر نہ کیا جاتے۔ اور ان کمیٹیوں کا کام اپنے شہر کے مسلمانوں کی بہتری کا کام کرنا ہو۔ یہ لوگ نمایندے ہونگے۔ اور لیڈر خود ان کے پاس آئیں گے۔ ملک کو لیڈروں کی نہیں بلکہ پیروؤں کی ضرورت ہے۔ اسی قسم کی کمیٹیاں قائم کرنے پر آپ نے زور دیا اور مختصر طور پر بتایا کہ ان کمیٹیوں میں ہر قسم کے خیال کے مسلمان شریک ہوں۔ اور ان میں مذہبی اختلافات کا ذکر نہ ہو۔ بلکہ مشترک امور کے لئے ملکر کام کریں۔ ان کمیٹیوں کا فرض ہو۔

۱:۔ کوئی مسلمان آوارہ نہ رہے۔

۲:۔ لوگ ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں۔

۳:۔ پنچایت قائم کریں۔ اور اپنے باہمی تنازعات کو اس کے ذریعہ سے طے کریں۔ تاکہ عدالتوں کے اخراجات اور مقدمہ بازی سے نجات ہو۔

۴:۔ مسلمان آپس میں لڑیں نہیں اور اگر دو لڑ پڑیں تو فوراً صلح کراؤ۔ اگر جلدی نہ کی جاتے تو کینہ پیدا ہو جاتا ہے۔

۵:۔ مقامی ضروریات کی نگرانی کریں۔ عام اسلامی تحریکات پر غور کر کے جو مفید ہو اس میں شریک ہو جائیں اس ذریعہ سے آزاد رائے پیدا ہوگی۔

۶:۔ دوسرے مذاہب کے متعلق سمجھوتہ کریں۔ اختلافات آپس میں طے کریں۔

آپ نے یہ بھی بتایا کہ اس قسم کی انجمنوں کا ایک ہی نام ہو۔ نام کے اشتراک سے بھی اتحاد کی روح پیدا ہوتی ہے۔ اور مشورہ دیا کہ بہتر ہو جمعیۃ الاخوان نام تجویز کیا جائے۔

قومی آزادی

چوتھا فرض قومی آزادی ہے۔ اس قومی آزادی کی ضمن میں آپ نے بتایا کہ ہر شعبہ زندگی میں دوسروں سے آزاد ہوں۔ اور اس طرح پر اقتصادی علمی۔ حقیقی آزادی کے لئے جدوجہد کریں اور گورنمنٹ کی ملازمتوں میں بھی حصہ لیں۔ اقتصادی حالت کی درستی کے لئے آپ نے کفایت شعاری اور قرضہ نہ لینے کی ہدایت کی۔ مجبور حالتوں میں قرضہ فرد واحد سے لینے سے منع کیا۔ اور مشورہ دیا کہ کواپریٹو سوسائیٹیز سے لو۔

تجارت میں ترقی

کفایت شعاری اور قرضہ نہ لینے کی ہدایت کے ساتھ ہر قسم کی تجارت میں ترقی کرنے کی ہدایت فرمائی مسلمانوں کو اپنی تجارتی ترقی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے بائیکاٹ اور پکٹنگ سے منع کیا۔ کیونکہ یہ فساد کی جڑ ہے۔ جب ہم تجارت کی طرف توجہ کرتے ہیں تو دوسروں کا حق نہیں کہ برا منائیں۔ اسی طرح چھوت چھات میں ہندوؤں کو برا منانے کی ضرورت نہیں۔ وہ ہم سے کرتے ہیں۔ اگر ہم ان سے کریں تو ان کو ناراض نہیں ہونا چاہیئے۔

ہندوؤں کو نصیحت آپ نے ہندوؤں کو نصیحت کی کہ وہ ہمارے بڑھنے پر ناخوش نہ ہوں۔ جیسے ہم ان کے بڑھنے پر اعتراض نہیں کرتے

فرض تبلیغ آخری قومی ذمہ داری آپ نے تبلیغ بتائی کہ یہ مسلمانوں کا فرض ہے۔ مگر کہا کہ تبلیغ میں دوسروں کے احساسات اور جذبات کا خیال رکھا جائے۔ دوسروں کے بزرگوں کا احترام کرو۔ یہ تبلیغ نہیں کہ دوسروں پر حملہ کریں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہندو حملہ نہیں کرتے۔ مگر میرا خطاب مسلمانوں سے ہے۔ کہ وہ حملہ نہ کریں۔

کن سے صلح نہیں ہو سکتی غرض آپ نے صلح کاری اور امن کا پیغام دیتے ہوئے اسلامی غیرت اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ناموس کے تحفظ کے لئے یہ بھی اعلان کیا۔ کہ جب میں صلح کی تعلیم دیتا ہوں تو میں ہندوؤں سکھوں۔ عیسائیوں اور سب کو جو موجود ہیں باٰواز بلند کہتا ہوں کہ صلح اور آشتی کے لئے میں ہر قربانی کو تیار ہوں۔ مگر میں ساتھ ہی کہہ دیتا ہوں اور پورے زور اور قوت سے کہتا ہوں (اس موقعہ پر آپ کی آواز بہت بلند اور قوی تھی۔ عرفانی) کہ ہم جنگل کے درندوں اور سانپوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن اس سے ہرگز صلح نہیں ہو سکتی۔ جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا اور آپ کی ذات پر حملہ کرتا ہے +

صدر کے آخری ریمارکس اس پر آپ کی تقریر ختم ہو گئی صاحب صدر نے آپ کے شکریہ کی تحریک کی۔ اور اس تقریر کی جامعیت اور مسلمانوں کے لئے بہترین درس اور عملی چیز بتایا۔ ایک سکھ صاحب نے بھی کھڑے ہو کر اس تقریر کی تعریف کی۔ اور گائے کی حفاظت کے متعلق پوچھا۔ کہ دودھ دینے والی گائے کی کیونکر حفاظت ہو۔ آپ نے فرمایا۔ دودھ دینے والی گائے کو کوئی ذبح نہیں کرتا۔ عام طور پر نکمی اور بانجھ گایوں کو لوگ ذبح کرتے ہیں۔

مفتی محمد صادق صاحب نے اہل جلسہ کی طرف سے جناب صدر کا شکریہ ادا کیا لوگ کثرت سے حضور کے گرد اکٹھے ہو گئے اور آپ کی نصائح کا اعتراف کرتے اور بعض نے خواہش کی کہ ہمارے یہاں چلکر اسی مضمون پر تقریر ہو۔ غرض ایک خاص قبولیت اور اثر تھا۔ دیر تک حضور لوگوں کے اس حلقہ میں رہے۔ اس تقریر کا اہل شملہ پر اثر ہے۔ اللہ تعالےٰ چاہے تو عملی نتائج بھی جلد ظاہر ہوں +

مسلمان اور اقتصادیات

(※)

جناب مولوی ذوالفقار علی خانصاحب ناظر اعلیٰ نے بمقام پرنس آف ویلز ہال جماعت احمدیہ شملہ کے سالانہ جلسہ پر حسب ذیل تقریر فرمائی +

کلمہ تشہد کے بعد یہ آیت پڑھی۔ "یاایھا الذین آمنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم۔ تومنون باللہ ورسولہ وتجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون"

انسانی زندگی کا مقصد جیسا کہ آپ صاحبان کو علم ہے میرا مضمون آج اقتصادیات پر مسلمانوں کو توجہ دلاتا ہے۔ آپ صاحبان قرآن شریف کے ذریعہ سے یہ جان چکے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کی آفرینش یعنی انسانی زندگی کی غرض ایک ہی مقرر فرمائی ہے۔ اور وہ نہ صرف انسانوں کی ہی زندگی کی غرض ہے۔ بلکہ تمام مشہود و غیر مشہود مخلوقات کی آفرینش کی غرض ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی عبادت کی جائے۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔ "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ"۔ پس یہ عبادت کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فرمان و قانون کی کامل تابعداری کرنا۔ تمام مخلوقات ایک نظام عالم یا نظام کائنات میں وابستہ ہے۔ اور ہر شئے دوسری شئے سے مل کر غرض آفرینش کو پورا کر رہی ہے۔ لیکن انسان اشرف المخلوقات ہے اس کو عقل جہان پرور اور ارادہ وسیع دیا گیا ہے یعنی اُسے ایسے قویٰ دئے گئے ہیں جو زیادہ تر اس کے اپنے عقل و علم کی رہبری کے محتاج ہیں۔ اور اس وسعت ارادہ اور اختیارات وسیع کے میدان میں اُس کی جد و جہد نے خصوصیت سے قانون تمدن اس کے لئے منجانب اللہ لازم کر دیا۔ کیونکہ اس کے لئے راہ ترقی و تنزل دونوں مقدر ہیں۔ اور یہ حالت کسی دوسری نوع مخلوق کے لئے نہیں ہے۔

انسان کیا بن سکتا ہے انسان ترقی کر کے فرشتوں سے بہتر بنجاتا ہے۔ اور تنزل کر کے حیوانات سے نیچے گر جاتا ہے۔ "لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ ثم رددناہ اسفل سافلین۔" میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اور میدان ارادہ کی وسعت کو "الامانۃ" کہا گیا ہے۔ یہی وہ امانت ہے کہ زمین و آسمان نے قبول کرنے سے انکار کیا۔ یعنی ان کی فطرت نے جو اس کے لئے مقدر نہ تھی اُسے رد کر دیا۔ یہی وہ چیز ہے جس کا بلبل شیراز حافظ نے ذکر کیا ہے۔

آسماں بار امانت نتوانست کشید
قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

انسان جس کی فطرۃ اللہ تعالےٰ نے اپنی خاص رحمانیت کے ماتحت بنائی ہے۔ اور اسے ایسا لچکدار پیدا کیا ہے۔ کہ وہ ترقی و تنزل دونوں کی طرف اگر چاہے جھک سکتا ہے۔ پس ایسی لوچدار شئے اور ایسی دو مختلف سمتوں کی طرف میلان رکھنے والی مخلوق کو وسعت ارادہ دیکر اس کے لئے ایک قانون خود بنا دیا۔ کہ وہ اپنے میلان طبع کو نیکی کی طرف ڈھال دے۔ اور بدی سے بچائے۔ اور یہ وہ قانون ہے۔ جو ہمیشہ خدا کے برگزیدہ رسولوں کے ذریعہ سے حسب اقتضائے زمانہ نازل ہوتا رہا کبھی اللہ تعالےٰ نے اپنے اس لچکدار فطرۃ والی مخلوق کو بغیر قانون نہیں رکھا۔ اور بغیر ہدایت نہیں چھوڑا۔ اسی لئے فرمایا۔ "الذی قدر فھدیٰ" اور فرمایا "انا خلقنا الانسان من نطفۃ امشاج نبتلیہ فجعلناہ سمیعاً بصیراً۔ انا ھدیناہ السبیل اما شاکراً واما کفوراً"

ترجمہ (۱) وہ جس نے پیدا کیا اور پھر ہدایت کی۔ (۲) تحقیق ہمنے انسان کو پیدا کیا۔ لیدار نطفہ سے پھر اسے ترقی دی اور سمیع و بصیر بنا دیا۔ تحقیق ہم نے اُسے "السبیل" کی طرف رہبری کی۔ یعنی اس راستہ کی طرف جو غایت عبادت ہے۔ یعنی مقصود اصل اس کے آفرینش کا ہے۔ جسے عشق کی زبان میں وصال الٰہی کہتے ہیں۔

لچکدار فطرت اس تمہید سے آپ کو بخوبی معلوم ہو گیا ہے کہ انسان کی غرض پیدائش وصال الٰہی ہے۔ اور اس کے حصول کے لئے اُسے لچکدار فطرت دی گئی ہے۔ تاکہ نرم و گرم سرد و خشک حوادث کا مقابلہ کرے۔ اور پھر اپنے راہ مقصود پر قائم رہے۔ اس فطرت کے لئے لازم تھا کہ وہ چیکدار ہو۔ تاکہ دوسروں سے ملکر کام کر سکے۔ "امشاج" میں اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ آپ غور کر سکتے ہیں۔ کہ انسان کو کس قدر روکوں سے شاہ راہ ترقی میں مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ جنگل۔ دریا۔ پہاڑ۔ زمین فضائے ہوا۔ تحت الارض۔ برق و باراں اور ان سب سے زیادہ قوی دشمن خود انسان کا انسان ہے۔ جو اس کی طرح تمام ضروری لوازم بشری اور سامان رزم سے آراستہ رہتا ہے۔ پس اس تمام مخلوقات پر نظر ڈالکر دیکھئے تو معلوم ہو گا کہ اس کی فطرت کو سخت سے سخت اشیاء سے اگر ایک طرف مقابلہ کرنا پڑ رہا ہے۔ تو دوسری طرف ایسی باریک در باریک برقی لہروں سے بھی مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ جیسے انسانی خیالات۔ ایسے محبوبہ طناز کی نگاہ برق پاش بھی ہے جو اپنے جذبات فطرۃ کی زبردست لہروں کے ساتھ آنکھوں ہی آنکھوں

میں کلیجے کے پار ہو رہی ہے۔ ساحر بیان سقراط کے گوہر آگیں الفاظ وہ اثر نہیں رکھتے جو یہ معصوم محبت پرور حیا ہم آغوش نگاہیں سحر بیانی کرتی ہیں۔ بقول گوہر

اک نگاہ شوق نے دم بھر میں سب کچھ کہہ دیا
وہ جسے برسوں نہ کہہ سکتی تھی گویائی مری

فطرت انسانی کے مخفی اثرات

پھر اس معصوم نازک اندام بچہ کی طرف دیکھیے جو گہوارہ میں لیٹا ہوا ٹکٹکی باندھے اپنی مادر مہربان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالکر دیکھ رہا ہے۔ دیکھ کیا رہا ہے ایک بجلی کی لہر ہے جو ماں کی آنکھوں میں گھس رہی ہے۔ اور دل کے ذریعہ سے سارے خون میں شامل ہو کر جسم کے ذرہ ذرہ میں دوڑ رہی ہے۔ دونوں خاموش ہیں۔ مگر ایک جہان تخیل ہے۔ جو دونوں کے سینے میں پھیلا ہوا ہے۔ اور ایک سمندر عشق ہے جو موجیں لے رہا ہے۔ اور ناپیدا کنار ہے۔ اسی طرح وہ جذبات عداوت وحقارت ہیں اور وہ فتنہ و فساد کے خیالات ہیں۔ جو نہاں در نہاں طریقوں سے انسانوں پر مؤثر ہیں۔ اور اندر ہی اندر اپنا اثر پھیلا کر دنیا کو تباہ و غارت کرتے ہیں۔ ایک ایسی آتش فساد مشتعل کرتے ہیں۔ کہ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک انسانی راحت برباد ہو جاتی ہے۔ اور انسان کے عیش و آرام پر غضبناک بجلی گر کر اسے بھسم کر دیتی ہے۔ دیکھو گذشتہ انبیاء کے مخالفوں کے کیا انجام ہوئے ان کے زہریلے خیالات نے مومنوں کی مٹھی بھر جماعتوں کے لئے کس درجہ عرصہ حیات تنگ کیا۔ آخر کار خدا کے غضب نے انہیں کیسا غارت کیا۔ اسی طرح گذشتہ جنگ عظیم پر نگاہ ڈالو۔ یہ چند خود غرض اشخاص کا تخیل تھا۔ جس کی لہریں تمام دنیا میں دوڑ گئیں۔ اور گھر گھر فتنہ و قیامت برپا کر دی۔ اور شجر و حجر۔ دشت و جبال ہوا پانی سب میں تموج عظیم برپا ہوا۔ اور ہر شئے حیات انسانی کی دشمن بن گئی۔ فضائے ہوا زہریلی گیسوں سے خراب کی گئی۔ پانی میں زہر ملا دئے گئے۔ پانی سے بھی آگ نکلکر انسانوں کو غارت کرتی تھی۔ اور ہواؤں سے بھی گولے آتے تھے۔ اور تباہ کرتے تھے۔ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گئے۔ جنگل جل کر خاک سیاہ ہو گئے۔ روئے زمین کے تغیر حیرت ناک ہو گئے۔ پہاڑوں کی جگہ غار نظر آنے لگے۔ اور جنگلوں کی جگہ کف دست میدان۔ پس ایسی بربادی اور تخیلات کی باریک لہروں کا مقابلہ بھی یہی انسانی فطرت کرتی ہے۔ اور پہاڑوں کو کاٹکر ترقی کے سامان پیدا اور زمینوں میں سرنگیں لگا کر معدنیات بہم پہنچانا اور سما کی فضا میں اڑکر انسانی ارتقا میں آسانی پیدا کرنا یہی فطرت انسانی کو ودیعت

کیا گیا ہے۔ پس اس کی راہ میں جو یہ مشکلات ہیں وہ دل ہلا دینے والی اور کمر ہمت توڑ دینے والی ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس"

ان آیات میں ان شر انگیز لہروں کا ذکر ہے جو خفیہ اور نامعلوم ہستیوں کی طرف سے اور ظاہری دشمنوں کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور دوسری طرف وہ مشکلات ہیں جن کا ذکر قل اعوذ برب الفلق من شر ما خلق میں مذکور ہے۔ پس اس قدر عظیم الشان اور بظاہر لاتناہی سلسلہ مشکلات کے مقابلہ میں مقصود اصل کی طرف چلنا اور وصال الہی میں کامیابی کا تصور کس قدر گراں شے ہے اس لئے اللہ تعالے نے ان تمام مشکلات اور روکوں کو اسی آیت میں جو میں نے ابتدا میں تلاوت کی ہے۔ "عذاب الیم" کہا ہے۔ اور اس عذاب الیم سے بچنے کی راہ کو "تجارت" فرمایا ہے۔ آپ غور کریں گے تو بہت آسانی سے یہ امر سمجھ میں آجاتا ہے۔ کہ حیات انسانی کی جد وجہد میں ہر طرف انسان کو مقابلہ اور تصادم درپیش ہے۔ اور یہی تصادم ہزاروں نہیں لاکھوں بلکہ کروڑوں انسانوں کی زندگیوں میں روزانہ تغیر عظیم پیدا کر دیتا ہے۔ صدہا فوری افلاس کے آجانے سے خودکشیاں کر لیتے ہیں۔ صدہا دیوالیے ہو کر بھیک مانگنے لگتے ہیں۔ صدہا یتیم دلیسیر ہو کر بے پناہ دنیا کے تموج کے تھپیڑوں سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اور گویا آنکھ کھولتے ہی موت کی نیند پاتے ہیں۔ ع

"حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے"

پس ان تصادمات سے بچنا بہت مشکل کام ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے اپنا قانون نافذ فرما کر انسانوں کے لئے قوانین بنا دئے کہ جن پر چلنے سے وہ بچ سکتے ہیں۔

دینی و دنیوی ترقیوں کا مکمل قانون

قرآن شریف اس سلسلہ میں آخری اور مکمل قانون ہے۔ جو انسان کو ایسے وقت دیا گیا جبکہ اس کی ملوثی اور روحانی ترقی کی آخری منزل اور انتہائی حد کی داغ بیل لگ چکی تھی۔ راستہ کھل گیا تھا۔ اس کے لئے صرف یہی باقی تھا کہ وہ وہ کراس پر چلے اور منزل مقصود کو پہنچ جائے۔ رسول کریم صلعم کے صحابہ روحانی اور جسمانی ترقیوں پر دیوانہ وار دوڑے۔ اور ساری دنیا سے آگے نکل گئے۔ روحانی ترقی ایسی عظیم کہ ان کے چہرے نور نبوت سے سورج کی طرح چمکنے لگے اور ہیبت الہی کا اثر ان کے دلوں پر ایسا چھایا کہ ان کے چہرے خیروں کی طرح جلال

افشاں بن گئے۔ ایک ایک انسان اس وقت نوست عظیمہ سے فیضیاب ہو کر دو دو سو پر بھاری تھا۔ اور اپنے مدمقابل پر برق غضب الہی بنکر گرتا تھا۔ یرموک کی جنگ اس کا نمایاں ثبوت ہے۔ کہ ساٹھ آدمیوں نے ساٹھ ہزار جرار رومی سپاہیوں کے لشکر کو بری طرح پسپا کیا۔ اور عیسوی سلطنت کی کمر توڑ دی۔ علوم کی ترقی کا یہ حال تھا کہ یونان کے تمام علوم کو زندہ کیا۔ بلکہ اصلاح کر کے جلا دی۔ نظام بطلیموس اور فیثاغورث کو بالائے طاق رکھا۔ ارسطو اور افلاطون کے استاد پیدا کئے۔ جنہوں نے توحید باری تعالےٰ کو قائم کیا۔ اور کیمیائے سعادت دنیا کو بخشی۔

ہیئت و ہندسہ۔ علم الابدان۔ منطق فلسفہ۔ ادب۔

صنعت و حرفت ہر چیز کی مجلی صورت دنیا کو دی۔ اور قرطبہ سے یہ لنگر تقسیم کر کے تمام یورپ کو مالا مال کر دیا۔ پھر روحانی تنزل کے ساتھ مادی ترقیات شروع ہوئیں۔ اور عیسوی اقوام نے آج جس حد تک ترقی کی ہے وہ آپ کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ مگر یہ سب اس قانون قرآن کے مطابق ہے۔ جس پر صحابہ نے چلکر یہ راستے صاف کئے۔ لیکن دیکھو روحانی فیض سے محروم دنیا مادی ترقی کر رہی ہے۔ مگر عذاب الیم سے ہم آغوش ہے۔ تصادم سے دن رات فنا ہو رہی ہے آیات عنوان مضمون میں اللہ تعالےٰ نے ایک راہ بتائی تھی۔ جو عذاب الیم سے بچاتی ہے۔ اور اس کا نام "ایک تجارت" تھا۔ تجارت اس کا نام رکھکر ایک طرف فن تجارت کی عظمت ترقی اور انسان کے لئے اعلیٰ پیشہ کی طرف رہبری کر دی۔ دوسری طرف فرمایا کہ یہ حل مشکلات کی کنجی ہے۔ اگر تصادم سے اگر اپنے آپ کو بچا سکو۔ پھر خود ہی فرما دیا کہ اس تجارت یا دوسرے لفظوں میں کہئیے تو اس میدان عمل کی جد وجہد میں تصادم سے بچنے کی راہ یہ ہے کہ

"تومنون باللہ ورسولہ وتجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون"

ایمان باللہ ورسولہ

ایمان باللہ اس خشیت کا نام ہے جس کے دباؤ کے نیچے انسان فرمان الہی کی پابندی کرتا ہے۔ ایمان بالرسول کے یہ معنی ہیں کہ خدائی قانون کی ظاہری پابندی کر کے نقد فوائد حاصل کیے رسول کی طرح انسان خدائی قانون کے پھل چکھے۔ یعنی انسان اپنی آنکھوں سے دیکھکر یقین حاصل کر لے۔ کہ انسانی فطرت اس طرح خدا کی فرمانبرداری سے ثمرات موعود حاصل کر سکتی ہے۔ اور یہی یقین خدا کی ہستی پر یقین پیدا کر دیتا ہے۔ پس ایمان باللہ جسکو ابتداء میں خود

اپنا راستہ بنا کر ایک نبی کی صورت میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ تو پھر دوسرے دلوں کے یقین کے لئے ایک واسطہ پیدا کر کے جدوجہد کے میدان کو مکمول کر لاکھوں کو یقین کے پانی سے سیراب کر دیتا ہے۔ اور یہ میدان سعی کا جوہر جیسے انسان ہر قسم اور ہر طرف سے جا کر نتائج جان پرور روح افزا حاصل کر سکتا ہے۔ نمونہ سامنے ہوتا ہے جس سے جذبات کی لہریں تصادم کے لئے اٹھتی بھی ہیں۔ تو انہیں نالیوں میں سے گذرتی ہیں۔ جو شریعت کی تعلیم نے یا نبیٔ وقت کے اسوۂ حسنہ نے ان کے لئے بنا دی ہیں۔ دیکھئے صحابہ آپس میں بھی لڑے۔ دوسروں سے بھی لڑے۔ تجارتیں بھی کیں۔ حکومت بھی کی۔ افسری ماتحتی بھی کی۔ میاں بی بی بھی بنے۔ باپ بیٹے بھی ہوئے۔ بھائی بھائی کا رشتہ بھی رہا۔ دوست دشمن بھی رہے۔ مگر اس آیۃ کے ماتحت خدا پر اور رسول پر ایمان ان کا نصب العین تھا۔ اگر وہ کفار مکہ سے لڑے تو انہیں بتوں کی غلامی اوہام باطلہ کی زنجیروں اور نفسانی ظلمتوں کی قید سے بچا دیا۔ اور ایک پاک زندگی بخش کر شرک کی نجاست سے نکالا۔ اور نور کے چشمے میں نہلا کر ہر مرض روحانی سے شفا بخشدی۔ یہ تصادم تھا یا وصل نعمت تھا۔ اسی طرح عیسائیوں سے لڑے اور اسپین و قسطنطنیہ بلکہ جنوبی یورپ کا اکثر حصہ فتح کر کے علوم کی نہریں بہا دیں۔ اور حقیقی طہارت پیدا کر کے جسمانی صفائی کے ذریعہ سے روحانی صفائی سکھائی۔ خانقاہوں کی گندہ زندگی مٹا کر اور امرا کے ناپاک جذبات کی زنجیروں کو توڑ کر لوگوں کی زندگی کو سادہ بغض و نفاق سے مُعرا۔ علم دوست محنت کش بنا دیا۔ وہ طلسم کلیسا جس نے عفت کو معدوم کر دیا تھا۔ پاش پاش کر دیا۔ اور وہ فریب کا جال جو امراء کی دولت و نخوت نے انسانیت کو غلامی کے طوق میں جکڑنے کے لئے بچھائے تھے درہم برہم کر دئے۔ (دیکھو خانقاہ سنیٹ مائکل کے حالات۔ اور اندلس کے دربار کی زندگی) پس اسلام کے ماتحت قانون قرآن پر چل کر تصادم بھی خدا کی رحمت ہوتا ہے۔ اس لئے اس تجارت کو یعنی انسانی عملی جدوجہد کو ایمان باللہ اور بالرسول کے ساتھ وابستہ کیا ہے۔

تجارت

پھر بتایا ہے کہ تمہاری ساری عملی جدوجہد کا نام تجارت ہے۔ اسی میں تمہارے مال تمہاری جانوں کی ضرورت ہے۔ حسب ضرورت بلا خوف و ہراس مال اور جان لگاؤ۔ مال کا لگانا تو خیر ظاہر ہے کہ بغیر مال کے بیع و شری محال ہے۔ لیکن جان کا اشارہ کر کے بتا دیا کہ کبھی حفاظت تجارت کے لئے جان کی ضرورت بھی پیش آ جاتی ہے۔ دیکھو یورپ کی تجارت کس طرح جانوں کی قربانی سے پھیل رہی ہے۔ دوسرے ممالک میں جاتے ہیں وہاں مال بھی لوٹے جاتے ہیں۔ جانیں بھی ضائع ہوتی ہیں۔ مغلوں کی تجارت کو عباسیہ نے جان و مال پر حملہ کر کے تباہ کیا۔ بالآخر مغلوں نے بغداد پر حملہ کر کے سلطنت عباسیہ کا خاتمہ کر دیا۔ چین میں یورپ اور غیر ممالک کی تجارت پر حملے ہو رہے ہیں لیکن سلطنتوں کی فوجیں۔ طیارے اور جہاز چین پر چھائے ہوئے ہیں۔ اور وہ وقت قریب معلوم ہوتا ہے۔ جبکہ فارن ٹریڈ چین کی خود مختاری کا خاتمہ کر دیگی۔ لاکھوں جانیں ضائع جائینگی۔ اور ساریوں کا حال تباہ ہوگا۔ یہ ایسا تصادم ہوگا۔ جیسا یورپ میں جنگ عظیم کے وقت ہوا تھا۔ وہ عذاب الیم پھر نمودار ہو رہا ہے۔ اور آسمان پر بادل چھا رہے ہیں۔ بلائیں طیاروں کے طیاوے کے ذریعہ سے ملکوں پر منڈلا رہی ہیں۔ روس و برطانیہ کے مفاد برہم اور تعلقات کشیدہ ہو رہے ہیں۔ اے کاش ان قوموں کو ایمان باللہ اور ایمان بالرسول نصیب ہو کہ یہ اس مہیب خونریزی اور ہلاکت عام سے بچ جائیں۔ اور بغیر تصادم کے اپنی آفرینش کی غرض حاصل کر سکیں۔

خطاب بہ مسلمانان

اے عزیزو!! میں آپ کی توجہ آپ کے حال زار کیطرف مبذول کراتا ہوں۔ آپ تجارت میں کس درجہ تہیدست ہیں۔ انسان کی زندگی شروع ہوتی ہے تجارت کے اصول پر اس کی پرورش کی جائے تو یہ مدنظر رہے۔ کہ یہ ایک خزانہ ہے۔ اگر بچہ کی پرورش میں اصول تجارت مدنظر رہے تو اس طرح پرورش کی جائے۔ کہ جس قدر ضروری سامان پرورش بہم پہنچایا جائے۔ اور جو غیر ضروری ہو وہ ماتا اور لاڈ سے اس پر ضائع کر کے اس کی زندگی کو ضائع ہونے سے بچایا جائے۔ پھر اس کی تعلیم تجارت کے اصول پر ہو۔ جو مفید ہو۔ اور جس قدر مفید ہو اسے صرف کیا جائے اور اس کے منافع کی واپسی پر ہردم لحاظ اور نظر رہے۔ جو شے نفع بخش نہیں ہوتی ہے وہ ضائع ہوتی ہے۔ "واما ما ینفع الناس فیمکث" قرآن شریف کی تعلیم ہے۔

سروائول آف دی فٹیسٹ

سروائول آف دی فٹیسٹ کا مسئلہ آج اہل مغرب کو معلوم ہوا۔ قرآن شریف کے قانون نے پہلے ہی تمام ضروری مسائل انسانی زندگی کے بتا دئے تھے۔ کہ زندگی تاجرانہ شروع کرو۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو شخص اپنا پیشہ تجارت بتاتا تھا بہت خوش ہوتے تھے۔ خود بھی تاجر تھے۔ اور امین تاجر تھے۔ یعنی تصادم سے اپنی تجارت کو امانت سے بچاتے تھے۔ امانت اور ایمان دونوں امن وغیرہ سے ہم آغوش ہیں۔ اسی لئے تجارت کے لئے ایمان کی قید لگائی ہے۔

حیات انسانی اور تجارت

پس اے دوستو! حیات انسانی ایک تجارت کی دوکان ہے۔ اس کے مختلف شعبے ہیں طفلی کے نمو۔ عنفوان شباب و تعلیم۔ حصول تعلیم کے بعد کوئی پیشہ اختیار کرنا اور پھر دور زندگی ختم کر کے مرجانا اس تمام سلسلہ کا نام تجارت ہے۔ جو خدا نے بتائی ہے۔ اور ایمان باللہ و بالرسول کی قید لگا کر جان و مال قربان کر کے اسے حاصل کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ پس ہر ہر قدم کو تاجرانہ سانچہ میں ڈھالو۔ اور جو شئے مضر ہو اسے چھوڑ دو۔ جو مفید ہو حاصل کرو۔ پس اپنی ذات کو پھر اپنی قوم کو پھر اپنے ملک کو پھر ساری دنیا کو عذاب الیم سے نجات بخشو اور اس تجارت کو رائج کرو۔ جو اللہ تعالےٰ نے بتائی ہے۔ یعنی خدا کی فرمانبرداری کے ماتحت لائحہ عمل بناؤ۔ اور اسی پر خود چلو۔ اور اسی پر دنیا کو چلاؤ۔ کوئی کام جو تم کرو۔ وہ تجارت کے اندر ہے۔ اگر اصول تجارت پر ہو۔ ملازمتیں بھی اصول تجارت پر کرو۔ جو مفید ہو۔ اور تمدن کو محفوظ کر سکے۔ اب کہ تم سخت مفلس ہو۔ نادار ہو۔ نہ علم ہے۔ نہ دولت ہے سچ کہا ہے حالی نے

نہ دربار میں بات سننے کے قابل
نہ بازار میں کھاٹ بننے کے قابل

اپنے علم کو اسی اصول پر شروع کرو۔ اور مکمل کرو۔ دوکانات ہر قسم کی کھولو۔ اور تصادم سے بچو۔ اس کی صورت یہی ہے کہ اپنی ضروریات کو اپنی ہی دوکانات سے پوری کرنے کی کوشش کرو۔ تاکہ تمدن کی سطح مستوی پر آ کھڑے ہو۔ اور ہندوستانی قومیت کے مشترک علم بردار ہو۔ اس وقت تمہاری مفلسی اس درجہ بڑھی ہوئی ہے کہ کوئی تم کو بازار میں مال تجارت اٹھانے کے لئے قُلی کا رتبہ دینے کو بھی تیار نہیں ہے۔ کیونکہ دنیا ڈرتی ہے۔ نہیں نہیں!! مسلمان بھائی بھی جو مال رکھتے ہیں تم سے ڈرتے ہیں۔ کہ تم با امانت حال بھی نہیں ہو۔ پس تم کو اس پلیٹ فارم سے دھکے دیکر نیچے گرایا جا رہا ہے۔ لہذا اپنی حفاظت کرو۔ یہ حفاظت چاہتی ہے

کہ حکومت میں بھی تمہارا نسبتی دخل ہو۔ تاکہ تم اپنی جان ومال کی حفاظت کرسکو۔ پس ہر شعبہ حکومت کے لئے طلبار تیار کرو۔ مدرسوں اور یونیورسٹیوں پر قبضہ کرو۔ اس کے لئے لازماً قانون سیکھنا ہوگا۔ پس ایک حصہ قانون پیشہ ہو۔ ایک حصہ ملازمت پیشہ۔ باقی سب تاجر و صناع ہوں۔ اور ہر پہلو زندگی کا خواہ دنیا کے ساتھ ہو یا خدا کے ساتھ ہو تاجرانہ ہو۔ اور نفع رساں اور نفع بخش ہو۔ تاکہ بقار کا جامہ پہنے ✤

تبلیغ دین

تجارت کو تصادم سے بچانے کے لئے ایمان باللہ وبالرسول کی قید کے ساتھ اور نفع کو ہر وقت مدنظر رکھنے کی تعلیم کے ساتھ یہ بھی کھول دیا ہے کہ تجارت کے لئے پروپیگنڈا بہت ضروری ہے ورنہ تم تصادم سے نہ بچ سکوگے۔ وہ پراپیگنڈا کس بات کا ہو وہ ایمان باللہ اور بالرسول کا ہو۔ اور اسی طرح ہو کہ جان و مال قربان کئے جائیں۔ اور اس کی صورت یہ بیان فرمائی ہے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ۔ ترجمہ۔ تم سب سے بہتر مخلوق ہو۔ جو انسانوں کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ تم فرمانبرداری اللہ کا حکم کرتے ہو اور لوگوں کو خدا سے بھاگنے سے روکتے ہو۔ اور خدا پر ایمان لانا (وصل الٰہی حاصل کرنا) سکھاتے ہو ✤

اب ظاہر ہے کہ یہ پروپیگنڈا تجارت کی حفاظت کا ہے یا کچھ اور۔ یہی ایک تجارت خدا نے بتائی ہے۔ اور اسی کا یہ پروپیگنڈا ہے اسی کا نام تبلیغ ہے ✤

مولوی محمد علی صاحب مونگھیری نے کس حال میں انتقال کیا؟

مولوی صاحب کے انتقال کا ذکر کرتے ہوئے ان کے ثنا خوانوں نے اخبارات میں اس امر کا خاص طور پر ذکر کیا ہے کہ وہ اپنی آخری عمر میں سلسلہ احمدیہ کے خلاف سارا زور اور پوری طاقت صرف کرتے رہے۔

ہم ان کے اس "کارنامہ" کے متعلق اپنی طرف سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اہلحدیث ۱۶ ستمبر میں ان کی ثنا خوانی کرتے ہوئے جو ایک فقرہ لکھا ہے۔ صرف وہی پیش کردینا کافی سمجھتے ہیں۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں۔

"چند سالوں سے آپ کبرسنی کی وجہ سے حواس باختہ ہوگئے تھے"

اگر یہ وہی "آخری چند سال" نہیں جن میں انہوں نے حضرت مسیح موعود کی مخالفت کی تو مخالفت کے بعد کے ضرور ہیں اور مخالفت کرنے کا نتیجہ یقیناً ✤

مالی سکرٹریوں سے گذارش

مالی سکرٹریوں کو یہ بات معلوم ہونی چاہیئے۔ کہ جہاں وہ چندہ عام نہایت احتیاط سے وصول کریں۔ وہاں موصیوں کے چندوں کو بھی احتیاط سے وصول کریں۔ کیونکہ وصیت کا روپیہ بھی اُن کے ذریعہ ہی باقاعدہ آتا ہے۔ مگر عہدہ دار احباب بعض موصیوں کے روپیہ کی تفصیل اس طرح سے نہیں دیتے جس طرح ان کو دینی چاہیئے۔ حالانکہ میں نے کئی بار عہدہ داروں کو توجہ دلائی ہے۔ کہ جس طرح سے وہ وصولی چندہ وصیت میں تندہی سے کام کرتے ہیں۔ اس طرح اسکی تفصیل بھی دیا کریں تاکہ موصیوں کا موصولہ روپیہ ان کے کھاتہ میں درج ہوسکے ✤

اس میں شک نہیں کہ اکثر عہدہ دار احباب مقبرہ بہشتی کے چندوں کو نہایت احتیاط سے ارسال کرتے ہیں۔ اور تفصیل بھی باقاعدہ دیتے ہیں۔ تاہم بعض جماعتوں کے سکرٹری مال بے پرواہی سے کام لیتے ہیں۔ روپیہ تو وہ پورا ارسال کرتے ہیں لیکن تفصیل نہیں دیتے۔ کہ فلاں موصی جس کا حصہ وصیت یہ ہے اس کی رقم یہ ہے ✤

اگر وہ رقم ارسال کرتے وقت موصی کا حصہ وصیت اور اس کا نام اور بابت ماہ لکھا کریں۔ تو پھر ان کی رقم صحیح داخل ہوسکے۔ لیکن بعض عہدہ دار غلطی سے ایسا نہیں کرتے ان کو خیال ہوتا ہے کہ روپیہ ارسال کردیا ہے۔ دفتر محاسب خود تفصیل کرلے گا۔ حالانکہ دفتر محاسب کو اس کا کیا علم ہے ✤

پس میں دوبارہ گذارش کئے دیتا ہوں۔ کہ جس طرح سے سکرٹری مال چندہ وصیت کو محنت اور توجہ سے باقاعدہ وصول کرتے ہیں۔ اس طرح سے وہ رقم کے ارسال کرتے وقت تفصیل بھی احتیاط سے لکھا کریں تاکہ کسی موصی کو شکایت نہ ہو۔ اور ایسے عہدہ داروں کا کام بھی نمایاں طور سے ظاہر ہوسکے ✤

حقیقت میں جسقدر روپیہ مقبرہ بہشتی کا وصول ہوتا ہے خواہ حصہ آمد ہو یا حصہ وصایا۔ وہ سوائے چند افراد باقی سب جماعتوں کے عہدہ داروں کے ذریعہ ہی وصول ہوتا ہے۔ پس عہدہ داروں کا فرض ہے کہ حصہ آمد اور حصہ جائداد میں بھی امتیاز کیا کریں۔ حصہ آمد سے وہ چندہ وصیت مراد ہے۔ جو کسی موصی نے اپنی ماہوار یا ششماہی آمد پر وصیت میں دینا منظور کیا ہے۔ اور حصہ جائداد سے یہ مراد ہے کہ کسی موصی نے اپنی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ کا روپیہ دینا تسلیم کیا ہے ✤

پس جہاں عہدہ دار احباب موصی کا نام اور نمبر وصیت اور بابت ماہ لکھیں۔ وہاں ساتھ ہی یہ بھی تصریح کیا کریں کہ آیا حصہ آمد ہے یا حصہ جائیداد ✤

عبدالمغنی ناظر بیت المال

زکوٰۃ کے متعلق فتوٰی

افریقہ سے ایک دوست نے زکوٰۃ کے متعلق ایک فتوٰی دریافت فرمایا۔ جس کا جواب مولانا مولوی محمد سرور شاہ صاحب مفتی سلسلہ نے ارقام فرمایا۔ فتوٰی اور اس کا جواب احباب کی آگاہی کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے:-

استفتاء

اگر کوئی عیالدار اور نادار شخص اپنے مکان کے لئے (جو کہ ضروریات میں سے نہایت اہم اور بہت زیادہ ضروری چیز ہے) ماہانہ کچھ پس انداز کرکے کسی دوست کے پاس کچھ روپیہ جمع کرے۔ تو کیا سال گذرنے پر اس جمع شدہ روپیہ پر زکوٰۃ لازم ہوگی۔

الجواب

شریعت اسلام میں ان اشیاء کو زکوٰۃ سے مستثنیٰ اور علیحدہ رکھا گیا ہے۔ جو کہ ضروریات زندگی میں داخل ہوتی ہیں۔ جیسے سواری کا گھوڑا۔ خدمت کا زر خرید غلام۔ اور مکان بھی ضروریات زندگی میں سے ہے۔ مگر روپیہ اور نقدی چونکہ کسی خاص چیز یا مقصد کے لئے معیّن نہیں ہے۔ نہ واقع میں نہ شرعاً۔ لہٰذا وہ مالک کے معیّن کرنے سے بھی معیّن نہیں ہوسکتا۔ اس لئے نقدی خواہ کسی خاص ضرورت کو ملحوظ رکھ کر بھی جمع کی جائے۔ تو بھی سال گذرنے پر اس کی زکوٰۃ لازم ہوتی ہے۔ پس صورت مندرجہ استفسار میں شرعاً زکوٰۃ دینی لازم ہے۔ ہاں اس روپیہ کے ساتھ جب مکان بنایا جائے یا اس کے لئے زمین اور اینٹ لکڑی وغیرہ سامان خرید لیا جائے۔ تو پھر اس پر زکوٰۃ نہیں ہوگی

رسول پاکؐ کے کلمات طیبات

(۱) چار چیزیں جسکو مل جائیں۔ اس کو دنیا و آخرت کی خوبیاں مل گئیں۔ (۱) شکر کرنیوالا دل۔ (۲) خدا کا ذکر کرنیوالی زبان (۳) بلا پر صبر کرنیوالا بدن۔ (۴) اپنے نفس اور خاوند کے مال میں خیانت نہ کرنے والی بیوی ✤

(۲) فرمایا۔ سادہ پن اور پھٹے پرانے کپڑوں سے عار نہ کرنا مومن کی علامت ہے ✤

(۳) فرمایا۔ ہاتھ میں لکڑی رکھنا مسلمانوں کی علامت ہے۔ اور پیغمبروں کا طریقہ ہے ✤

طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں داخلہ

جناب ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب بٹ میڈیکل آفیسر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے ہم بہت ممنون ہیں۔ جنھوں نے طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی کے قواعد وضوابط اس لئے اخبار میں شائع کرنے کے لئے ارسال فرمائے ہیں۔ کہ احمدی نوجوان ان سے آگاہ ہو کر داخل ہونے کی کوشش کریں۔ جناب موصوف اپنے عنایت نامہ میں یہ بھی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ہر قسم کی امداد احمدی بھائیوں کو پہنچائی جائے گی۔ یکم اکتوبر سے داخلہ شروع ہو جائیگا۔ امیدوار طلباء کی درخواستیں جلد آنی چاہئیں۔ ایسا نہ ہو۔ کہ بعد میں مایوسی ہو۔ اس سال صرف پچیس طلباء داخل کئے جائیں گے۔ درخواستیں بنام پرنسپل صاحب طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ بھیجی جائیں۔ قواعد وضوابط حسب ذیل ہیں۔

داخلہ۔ یکم اکتوبر ۱۹۲۶ء سے ہوگا۔

شرائط۔ طبیہ کالج میں داخل ہونے کے لئے

(۱) امتحان مولوی عالم کی سند یا اس کے مساوی کسی معتبر درسگاہ کی سند ہونی چاہیئے۔ امیدوار انگریزی زبان کا اس قدر علم رکھتا ہو۔ کہ کام بآسانی کر سکے۔ انگریزی زبان میں امتحان داخلہ ہوگا۔

(۲) دبیر کامل یکمشتہ یونیورسٹی کی سند ہونی چاہیئے۔ امیدوار انگریزی اور عربی کا علم بقدر ضرورت رکھتا ہو۔ موخرالذکر ہر دو مضامین میں امتحان داخلہ لیا جائیگا۔

(۳) انٹرمیڈیٹ کی سند کسی معتبر یونیورسٹی کی ہونی چاہیئے۔ یا امیدوار کسی معتبر کالج کا سرٹیفکیٹ اس امر کا پیش کرے۔ کہ اس نے انٹرمیڈیٹ کلاس تک تعلیم پائی ہے۔ اور عربی بطور سیکنڈ لینگویج کے لی ہو۔ اس قسم کا سرٹیفکیٹ پیش نہ کر سکنے کی حالت میں عربی میں امتحان داخلہ ہوگا۔

مدت تعلیم۔ پانچ سال جس میں عملی تعلیم بھی شامل ہے۔

مصارف:۔ فیس داخلہ دو روپیہ

فیس تعلیم۔ دو روپیہ ماہوار۔ فیس بورڈنگ ہاؤس تین روپیہ ماہوار۔ فیس بابت ملازمین بورڈنگ ہاؤس۔ ایک روپیہ ماہوار۔ فیس [illegible] پانچ روپے سالانہ۔ اوسط مصارف ماہوار تخمیناً بیس روپے:۔ کھانے کا انتظام طلباء خود کرینگے۔ جس طرح کہ ایک طالبعلم کو بطور منتظم منتخب کیا کرینگے اور ایک کمیٹی کے ماتحت زیر نگرانی [illegible] باورچی خانہ چلایا جائیگا۔ خرچ خوراک ہر طالبعلم حصہ رسدی ماہوار ادا کرے گا۔

کتب حضرت مسیح موعود کے امتحان کا نتیجہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں کے امتحان ۱۹۲۶ء کے نتائج کے شائع کرنے میں بعض غیر معمولی بواعث سے زیادہ دیر ہوگئی ہے۔ جس کا اثر آئندہ امتحان پر یہ پڑا۔ کہ اس کے لئے تیاری کرنے کے لئے وقت کم رہ گیا ہے۔ ۱۹۲۶ء کے امتحان میں ۸ احباب شریک ہوئے تھے۔ جن میں سے تین پاس ہوئے ہیں۔ کل نمبر ۱۰۰ تھے۔ کامیاب ہونے والے احباب یہ ہیں۔

جناب ملک عزیز احمد صاحب از راولپنڈی (جو آجکل ایبٹ آباد میں ہیں) ۶۹۔ جناب منشی محمد الدین صاحب واصل باقی نویس کھاریاں۔ ۵۸۔ جناب چودہری غلام محی الدین صاحب سب انسپکٹر پنشنز از دسوہہ ۴۶۔

آئندہ امتحان کے لئے حقیقۃ الوحی اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی کتاب حقیقۃ النبوت بطور نصاب مقرر کی جاتی ہیں۔ اور امتحان ماہ جون ۲۸ء کی ابتدا میں ہوگا۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ سب جماعتوں کے سکرٹری وامیر صاحبان اور خصوصیت کے ساتھ سکرٹری صاحبان تعلیم وتربیت احباب کو اس امتحان میں بکثرت شریک ہونے کے لئے توجہ دلائیں گے۔ اور اس میں تساہل نہیں فرمائیں گے۔ گذشتہ امتحان میں احباب بہت ہی کم شریک ہوئے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ آئندہ ہمیں افسوس یا شکایت کا موقعہ نہیں دینگے۔

(محمد سرور شاہ۔ قائمقام ناظر تعلیم وتربیت)

ڈاکٹر عبدالغفار صاحب کا انتقال

ڈاکٹر عبدالغفار خان صاحب احمدی جو انجمن احمدیہ کوہاٹ کے مقامی ممبر تھے۔ ۲۵ اگست فوت ہوگئے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ سلسلہ کے کاموں میں بہت ہی دلچسپی لیتے تھے۔ چندہ موعودہ اور زکوٰۃ کے حساب سے باقاعدہ ادا کرنے کی خاطر پیسے پیسے کا حساب رکھا کرتے تھے۔ بلکہ فیس یا اجرت میں کوئی جنس دے جاتا۔ تو اس کی قیمت بھی لگایا کرتے تھے۔ اور اس کو ہر ماہ کے آخر پر جمع کرکے چندہ موعودہ ادا کرتے تھے۔ میں نے چندہ موعودہ کے ادا کرنے میں ان کو بہت ہی زیادہ مستعد پایا۔ علاوہ اس کے میں نے سلسلہ کے کاموں میں مال صرف کرنے میں کبھی تنگدل نہ پایا۔ ان کے بڑے بھائی نے اپنے باپ کی سخت بیماری میں جو کہ بیہوشی کی حد تک پہنچی ہوئی تھی بوجہ احمدیت انہیں ایک تملیک نامہ کے رو سے محروم الارث کر دیا۔ اور کہلا بھیجا۔ کہ احمدیت سے پھر جانے پر حصہ برادرانہ دیا جائیگا۔ مگر انہوں نے پرواہ نہ کی۔ اور دین کو دنیا پر فروخت نہ کیا۔ بالآخر یہ مقدمہ عدالت تک پہنچا۔ عدالت ماتحت نے ڈاکٹر صاحب کے حق میں تصفیہ کیا۔ اب عدالت اپیل میں دوسرے غیر احمدی فریق نے اپیل کی ہوئی ہے۔

باوجود اسی سل دق کی بیماری کے جس سے فوت ہوئے۔ تبلیغ کے لئے ملکانہ میں ۳ ماہ کے لئے اپنے خرچ پر گئے۔ اور باوجودیکہ بہت سے لوگوں نے کہا۔ کہ آپ روپیہ بھیجدیں۔ آپ بیمار ہیں۔ مگر انہوں نے جواب دیا۔ چھوڑ دو۔ کہ جاؤں۔ تا تجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم دونوں کی تعمیل ہو سکے۔

جملہ سلسلہ کے بزرگان واحباب سے گذارش ہے۔ کہ مرحوم کے حق میں دعاء مغفرت کریں۔ اور ان کے پسماندگان اور یتیم بچوں اور بیوہ کے حق میں دعا فرمادیں۔ کہ متوفی کے برکات احمدیت ان کو نصیب ہوں۔ نیز یہ بھی دعا فرمادیں۔ کہ خدا تعالےٰ انجمن احمدیہ کوہاٹ کی اس کمی کو پورا فرمادے۔ آمین ثم آمین۔ خاکسار صاحبزادہ عبداللطیف از ٹوپی

شیعہ وغیر مبائع اصحاب سے

اگرچہ عام طور پر شیعہ حضرات کا رویہ ان ایام میں نہایت عمدہ رہا ہے اور وہ متحدہ اسلامی مقاصد کیلئے اتحاد عمل پر مستعد پائے گئے ہیں۔ لیکن بعض مقامات کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ شیعہ اصحاب مسلمانوں کی متحدہ ومتفقہ کمیٹیوں کی مخالفت کر رہے ہیں۔ یہی شکایت غیر مبائع اصحاب کے متعلق بھی ہمارے پاس پہنچی ہے۔ چونکہ ایسی کمیٹیوں کا سب سے پہلا فرض تمام مسلمان کہلانے والوں کے مفاد اور حقوق کی حفاظت کرنا ہے۔ اس لئے نہ صرف کسی فرقہ کے مسلمانوں کو ان کے قیام کی مخالفت نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ ہر طرح مدد دینی چاہیئے۔ اور اپنی شمولیت سے ان میں قوت اور روح عمل پیدا کرنی چاہیئے۔ ہم امید کرتے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں جبکہ مسلمانوں کے مذہبی۔ سیاسی اقتصادی۔ اور تمدنی حقوق سخت خطرہ میں ہیں۔ وہ ہر جگہ متحدہ کمیٹیاں بنا کر اپنے حقوق کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کریں گے۔ اور جن لوگوں کے ذہن نشین تا حال کسی وجہ سے ایسی کمیٹیوں کی اہمیت نہیں ہوئی۔ انہیں عمدگی سے سمجھائینگے۔ ان کو بھی کسی قسم کی ضد اور ہٹ سے کام نہیں لینا چاہیئے۔ اور متحدہ اغراض کے لئے مل کر کام کرنا چاہیئے۔

50

حضرت امام جماعت احمدیہ کی فرمودہ

ایسٹ افریقہ میں ایشیائی تہذیب کے تحفظ کی تجاویز

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایسٹ افریقہ کے متعلق ایک انگریزی چٹھی مختلف اقوام کے لیڈروں کے نام شائع ہوئی ہے جس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے ۔ ایڈیٹر

جناب من

مجھے حضرت خلیفۃ المسیح امام جماعت احمدیہ کی طرف سے ہدایت ہوئی ہے ۔ کہ میں آپکی توجہ ایسٹ افریقہ کے مسئلہ کی طرف منعطف کراؤں ۔ یہ سوال پھر سامنے آگیا ہے ۔ اور ہندوستانی مدبر حضرات نے اسمبلی میں اور باہر بھی اس پر رائے زنی کی ہے ۔ درحقیقت یہ سوال صرف چند ایکڑ زمین یا لیجسلیٹو کونسل میں چند نشستوں ہی کا نہیں ۔ اس کا اثر نہایت اہم امور پر پڑتا ہے ۔ یہ ایک ظاہر امر ہے ۔ کہ ایک لمبے عرصہ سے مغربی اقوام کا یہ خیال رہا ہے ۔ کہ جنوبی افریقہ سے لیکر اس براعظم کی شمالی حدود تک مغربی نوآبادیات قائم کی جاویں ۔ اس کے متعلق کئی ایک کتابیں بھی لکھی جا چکی ہیں ۔ اور اخبارات میں کئی مضامین بھی شائع ہوئے ہیں ۔ اور یہ خیال صرف اقتصادی اغراض پر مبنی نہیں ۔ گو یہ بھی نہایت ہی اہم ۔ مگر اس مسئلہ سے دوسرے درجہ پر ہیں ۔

اصل بات یہ ہے کہ گذشتہ بیس سال سے بعض یورپ اور امریکہ کے مصنفین اس بات پر زور دے رہے ہیں ۔ کہ چونکہ مشرق خواب خرگوش سے بیدار ہو چکا ہے ۔ اس لئے اقوام مغربی بوجہ مقابلتاً قلیل التعداد ہونے کے مشرق کے مقابلہ میں اپنی تہذیب کو برقرار نہیں رکھ سکتیں ۔ لہذا مغربی تہذیب کی تباہی کا خطرہ ہے ۔ اور اس خطرہ کے مقابلہ کے لئے مغربی سرمایہ داروں کو ایسٹ افریقہ میں آباد کرنے کی کوشش کی جارہی ہے ۔ کیونکہ یہ خیال کیا جاتا ہے ۔ کہ وہ وہاں بہت سے اقتصادی حقوق حاصل کر سکتے ہیں اور مشرقی لوگوں کو دبا سکتے ہیں ۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ ایسی نوآبادیاں صرف براعظم کی مشرقی جانب بنائی جارہی ہیں ۔ اور مغربی حصص میں کثرت ہی نہیں کہ وہاں نوآبادیاں قائم نہیں کی جاتیں ۔ بلکہ عملی طور پر مغربی لوگوں کے ان اطراف میں آباد ہونے میں روک ڈالی جاتی ہے ۔

ان تمام باتوں سے واضح ہوتا ہے کہ اس تحریک کی تہ میں ان لوگوں کا خیال کام کر رہا ہے ۔ جو مشرقی ترقی کو مغربی تہذیب کیلئے خطرناک سمجھتے ہیں ۔ اور ایسٹ افریقہ کے ساحل پر مغربی نوآبادیات کے قیام کا صرف یہی منشا ہے کہ مشرقی تہذیب کو ہمیشہ کے لئے تباہ کر دیا جائے ۔

ایک سطحی خیالات کا آدمی جس کی نظر مادی اسباب سے پار نہیں جا سکتی ۔ کبھی نہیں سمجھ سکتا کہ کسی قوم کی ترقی میں اس کی تربیت کو کتنا بڑا دخل ہے ۔ مگر ایک تاریخ اور علم النفس کا جاننے والا اس امر سے ضرور آگاہ ہوتا ہے ۔ کہ عوام الناس کی ذہنی تربیت کے لئے قومی تربیت کا ماحول ایسا ہی ضروری ہے ۔ جیسے ایک درخت کے نشوونما کے لئے عمدہ زمین کا ہونا ضروری ہے ۔ اگر تم کسی درخت کو اچھی زمین سے علیحدہ کر دو ۔ تو وہ فوراً مرجھانا شروع ہو جاوے گا ۔ بعینہ یہی حال اقوام کا ہے ۔ ایک قوم کے لئے کسی نئی تہذیب کو اختیار کرنا ایک ایسی لمبی کارروائی ہے کہ ایسا کرنے والی قوم ترقی کے میدان میں دوسری اقوام کے پہلو بہ پہلو نہیں چل سکتی ۔ اور اس طرح ایسی قوم مصائب زندگی میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی ۔ فی زمانہ یورپ اور امریکہ کی جدا تہذیب ہے ۔ اور افریقہ اور ایشیاء کی تہذیب ان سے بالکل علیحدہ ہے ۔ اگر ایسٹ افریقہ کو جنوبی افریقہ کی طرح مغربی نوآبادی بنا دیا جاوے ۔ تو مشرقی اقوام اپنی قومی ترقی کی بنیاد اپنی پرانی تہذیب پر نہیں رکھ سکیں ۔ اور اس صورت میں یا تو ان کو تہذیب مغرب کے سامنے ہتھیار ڈالکر اپنی قومی ترقی کو صدیوں کے لئے ملتوی کرنا پڑیگا ۔ اور یا وہ بھی اپنی تہذیب کے ساتھ مٹا دیے جائینگے ۔

بنا بریں ایشیائی ترقی اس بات کی مقتضی ہے ۔ کہ افریقہ اور مشرقی افریقہ بالخصوص ایشیائی تہذیب کے زیر اثر رہے ۔ اور اگر یہ اثر اٹھا دیا گیا تو جہاں تک ہماری دوربین آنکھ دیکھ سکتی ہے ۔ اس سکیم کے دوسرے حصہ کو جو مغرب کے پیش نظر ہے ۔ جلدی ہی عملی جامہ پہنا دیا جاویگا ۔ یعنی مغرب کی زیر دست آبادیاں سٹریٹ سیٹلمنٹ سے آسام تک قائم کر دی جائیں گی ۔ اور اس طرح تہذیب مغرب ہمیشہ کے لئے تہذیب مشرق کا خاتمہ کر دیگی ۔ سنہ ۱۹۲۴ء میں جب امام جماعت احمدیہ انگلینڈ تشریف لے گئے تو برٹش گورنمنٹ کو اس اہم مسئلہ کی طرف توجہ دلائی گئی تھی ۔ چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم اے جو امام جماعت احمدیہ کے سیکرٹری تبلیغ و اشاعت ہیں ۔ لارڈ ہیلڈین سے جو اس وقت لارڈ چانسلر تھے اس مسئلہ کے متعلق ملاقات کی ۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ بعض دیگر اثرات کی بنا پر گورنمنٹ اس مسئلہ کے متعلق صحیح راستہ نہیں اختیار کر سکی ۔ ان حالات کے ماتحت مجھے حضرت امام جماعت احمدیہ نے ہدایت کی ہے کہ میں یہ مراسلت مختلف اقوام کے ذمہ دار لیڈروں کے پاس بھیجکر ان کو اس تباہی سے آگاہ کروں ۔ تاکہ وہ اس خطرہ کا احساس کر سکیں ۔ جو کہ افریقین گورنمنٹ کے اس فیصلہ میں پنہاں ہے ۔ جس کی رو سے لوکل لیجسلیچر میں ہندوستانیوں اور یورپینوں کی نمایندگی ایک اور تین کی نسبت سے ہے اور جس کا نتیجہ یقیناً یہ ہوگا ۔ کہ ویسٹرن افریقین نوآبادیات جنوبی افریقہ کی طرح تہذیب مغرب کے زیر اثر ہو جائینگی اور اس کا اثر ایک طرف تو شمالی افریقہ اور دوسری طرف ایشیائی تہذیب کی ترقی کے لئے تباہ کن ہوگا ۔ امام جماعت احمدیہ نے کینیا لیجسلیٹو کونسل کے احمدی ممبر کو ہدایت کی ہے ۔ کہ وہ اس تحریک کی زبردست مخالفت کریں ۔ مگر ساتھ ہی اس کی اس تجویز کو کہ وہ بطور پروٹسٹ استعفیٰ داخل کر دیں منظور نہیں فرمایا ۔ مگر یہ عیاں ہے ۔ کہ ہمارا مقصد اس وقت تک حل نہیں ہو سکتا ۔ جب تک ہندوستان اس خطرہ کا احساس نہ کرے ۔ اور اس مسئلہ میں دلچسپی نہ لے ۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی تجویز یہ ہے کہ ایسٹ افریقہ کی اقتصادی ترقی کو ہندوستانی تصرف کے ماتحت لانے کے لئے اور اس ملک میں ہندوستانی آبادی کو بڑھانے کے لئے ہندوستانی سیاست دانوں اور سرمایہ داروں کی کمیٹیاں بنائی جائیں جنکو دیگر مناسب ذرائع کے علاوہ اس بات کا انتظام کرنا چاہیئے کہ کم از کم دس ہزار ایسے ہندوستانی جو وہاں اپنی روزی کما سکیں ہر سال ایسٹ افریقہ میں آباد ہو سکیں ۔

ہم میں سے بہت شاید یہ بھی نہ جانتے ہونگے کہ ایشیائی لوگ انفرادی طور پر کینیا کے کوہستانی علاقہ میں زمینیں نہیں خرید سکتے ۔ لیکن سنڈیکیٹ رائج الوقت قانون کے ماتحت زمینیں خرید سکتے ہیں ۔ اور اس طرح بغیر کسی روک ٹوک کے ہندوستانی اپنی کارپوریشن کی معرفت کوہستانی زمینیں بھی خرید سکتے ہیں ۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس مسئلہ پر مناسب فوری توجہ دینگے ۔

ایم ایم صادق سیکرٹری امور خارجیہ
حضرت امام جماعت احمدیہ